بیان کیا ہے جس نے مفصل مقابلہ اصلی الفاظ میں دیکھنا ہو وہ ہماری کتاب **تقابل ثلاثہ** توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ بغور دیکھے۔ اُمید نہیں کہ اوسکے دیکھنے کے بعد یہہ دعوے حوالہ قلم ہوسکے کہ قرآن مجید عربی میں مجموعہ کتب ہیں ہے۔

**تعجب پر تعجب** لائق نامہ نگار کی جرأت اسی دعوے تک محدود نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے کہ یورپ کی آبادی اور برکتوں کو تورات انجیل کی پیروی کا نتیجہ بتلاتے ہیں انکا قول ہے کہ:۔

اہل کتاب زمانۂ اسلام کے آغاز سے بہت زیادہ آجکل توریت۔ انجیل کو قائم کئے ہوئے ہیں کیونکہ جو اس کا اجر قرآن شریف میں بتلایا گیا ہے یعنے اقبال مندی اور رزق کی وسعت وہ انکو اقوام جہان میں خاص طور سے ممتاز کئے ہوئے ہیں یعنے آسمان اور زمین کی برکتوں کے وہی وارث ہیں۔ (اپریل صـ ۱۶۳)

**جواب** پہلے ہم نامہ نگار ہی کے مذاق پر پوچھتے ہیں کہ یورپ کے ملکوں میں جو آجکل تثلیث کا تسلط اور عمل ہے یہی توریت انجیل کی تعلیم ہے۔ ذرہ اپنا رسالہ تنقید تثلیث وغیرہ دیکھکر جواب دیں۔ دوئم عام مذاق پر پوچھتے ہیں کہ شراب خواری۔ زناکاری۔ حرامکاری خدائی احکام سے غفلت شعاری سود خواری وغیرہ جملہ عیوب شرعیہ جو آج یورپ خصوصاً عیسائی ممالک میں پائے جاتے ہیں یہی تورات انجیل کی تعلیم ہیں پھر یہ کیا غلط بیانی ہے کہ عیسائی زمانہ سابق سے زیادہ تورات انجیل کو قائم کئے ہوئے ہیں ؎

گر ہمیں مکتب ست وایں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

---

**تفسیر ثنائی اُردو** کی پوری کیفیت اس تفسیر کی تو دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے ہندوستان کے مختلف حصوں میں قبولیت کی نظر سے دیکھی گئی ہے۔ نہایت دلپذیر طرز سے لکھی گئی ہے۔ کل تفسیر سات جلدوں میں ہے جنمیں پانچ جلدیں سردست تیار ہیں چھٹی جلد زیر طبع ہے۔ قیمت پانچونکی مع محصولڈاک للعہ۔ منیجر۔



# تالوث مقدس کی توحید

اس عنوان سے ایک مضمون عیسائیوں کے رسالہ **مسیحی تجلی** میں نکلا ہے جس میں راقم (ڈاکٹر برخوردان خان سول سرجن جمبہ) نے بڑا کام کیا کہ قرآن مجید سے تثلیث کا ثبوت دیا ہے ہمارے خیال میں ڈاکٹر صاحب کا یہ کام واقعی قابل تعریف ہے خصوصاً **مسٹر اکبر مسیح** ہیڈ نامہ نگار رسالہ مذکور تو اسکی بہت ہی قدر کرینگے۔ عرصہ ہوا ایک عیسائی نے ہم سے کہا تھا کہ مسلمان تو یونہی **تثلیث** سے انکار کرتے ہیں۔ اونکا قرآن تو شروع ہی تثلیث سے ہوتا ہے میرے سوال پر اُنہوں نے آیت پڑہی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا اللہ باپ (رحمن بیٹا (مسیح) الرحیم روح القدس جسنے جو کہنا تھا کہا۔ مگر ڈاکٹر صاحب کا مضمون اوس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے آپنے اوس مثال کو بالکل سچا کردیا جو کسی فلاسفر کی مشہور ہے جسنے زمین کی گولائی پر دلیل دی تہی کہ چاول چونکہ سفید ہیں لہذا زمین گول ہے۔ ٹہیک اسیطرح ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں ناظرین ڈاکٹر صاحب کی تحریر غور سے پڑہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

تالوث مقدس کی توحید حضرت موسے جب مدیان میں اپنے سُسر کے گلے چراتا تھا تو اُس نے ایک دن حورب کے پہاڑ پر ایک جھاڑی میں نور دیکھا۔ یہ نور بذات خود قائم تھا۔ جھاڑی آگ سے نہیں جلتی تھی۔ اس عجیب نظارہ کو دیکھنے کے واسطے موسٰے جھاڑی کے قریب گیا۔ اور وہاں خدا نے اُس سے باتیں کیں۔ (خروج ۳ باب)

قرآن کہتا ہے کہ خدا نور ہے اور اُس کی مثال یوں بیان کرتا ہے کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ط

ترجمہ :۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اُس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ (یعنے شفاف چمنی) میں ہو اور شیشہ چمکتے تارے کی مانند ہو۔ چراغ روشن کیا جاتا ہے اُس مبارک درخت زیتون سے جو نہ مشرق کی طرف کا ہے اور نہ مغرب کی طرف کا۔ قریب ہے کہ اُسکا تیل روشنی دے اگرچہ آگ نے اُسے نہ چھوا ہو۔ نور پر نور۔ اللہ اپنے نور کی طرف راہ دکھاتا ہے جس کو چاہے۔ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں سناتا ہے۔ اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے (سورۃ النور۔ ۳۵۔ آیت ع۵)۔

عام قاعدہ ہے کہ چراغ تب روشنی دیتا ہے کہ جب اُس کا تیل آگ سے جلے۔ مگر قرآن کی اس مثال میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ جو نور ہے وہ لاثانی اور بذات خود قائم ہے۔ اور چراغوں کے نور کی طرح اپنی پیدائش میں کسی وسیلے کا محتاج نہیں۔ زیتون کا تیل صرف اُسکا مظہر ہے۔ جیسا کہ موسے کے وقت جھاڑی نور کا مظہر تھی۔

خدا کس معنے میں نور ہے محمدی مفسروں کو ابھی تک اسکا پتہ ہی نہیں لگا۔ وہ اپنی اپنی عقل کے موافق مختلف معنے لگاتے ہیں (دیکھو تفسیر حسینی)

مگر امام غزالی صاحب فرماتے ہیں کہ نور در حقیقت نام ہے ایسی چیز کا جو اپنی ذات میں ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کی ظاہر کرنے والی ہو۔

تفسیر حسینی والا کہتا ہے کہ محققین کے نزدیک نور حقیقی حق تعالےٰ ہی کی ہستی ہے کہ سب موجودات اُسی کے سبب سے ظاہر ہیں اور وہ سب سے پوشیدہ ہے۔

اس مثال سے نہ صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خدا کی ذات نور ہے اور کہ وہ نور بذات خود قائم ہے بلکہ یہ بھی کہ اُس نور میں تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث موجود ہے۔

نور کا ایک حصہ شیشہ کی چمنی کے جوف کے اندر ہے۔ دوسرا حصہ چمنی کی موٹائی کے اندر ہے۔ تیسرا حصہ چمنی کے باہر تاہم یہ تین نور نہیں اور نا ہی ایک نور کے ایسے تین حصے ہیں جو کبھی ایک دوسرے سے جدا ہوئے ہوں یا ہو سکیں۔ ذات کے واحد ہونے



کے سبب ایک نور دوسرے سے پہلے یا پیچھے نہیں۔ ایک دوسرے سے بڑا یا چھوٹا نہیں ایک میں تین اور تین میں ایک ہے۔

اب اگر کوئی انجیل شریف کی تعلیم سے روشنی حاصل کرکے قرآن کی اس مثال کو پڑھے تو اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ مقدس اتھنیسیس کا عقیدہ لفظاً لفظاً اس مثال پر ٹھیک بیٹھتا ہے۔

چمنی کے جوف کے اندر والے نور کا نام باپ رکھ دیں (باپ نہ کسی سے مصنوع ہے نہ مخلوق نہ مولود) چمنی کی موٹائی کے اندر والے نور کا نام رکھ دیں بیٹا (بیٹا صرف باپ ہی سے ہے نہ مصنوع نہ مخلوق بلکہ مولود۔ سچے خدا سے سچا خدا۔ نور سے نور)

فٹ نوٹ

پدر نور و پسر نور یست مشہور
ازینجا فہم کن نورٌ علیٰ نور

چمنی کے باہر والی نور کا نام رکھدیں روح القدس (جو باپ اور بیٹے سے ہے نہ مصنوع نہ مخلوق نہ مولود بلکہ صادر ہے)۔

خدا کی مثل تو دوسرا خدا ہے ہی نہیں اُس کے واسطے صرف مثالیں ہیں قرآن نے ایک مثال دی۔ مفسروں کی سمجھ میں اُسکا مطلب نہ آیا۔ ہم نے تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کا ذات الٰہی کا بھید اس مثال سے روشن کر دیا۔ مثال میں شیر خان کی دُم نہیں ہوتی۔ طالب حق محمدی اس مثال میں بنظر انصاف دیکھیں کہ تین ہیں ایک اور ایک میں تین ہیں۔ عقل کے برخلاف نہیں۔

اس چراغ والی مثال کی روشنی کے آگے وہ سارے اعتراضات تاریکی کی طرح دور ہو جاتے ہیں جو کہ قرآن کے مصنف نے ثالوث مقدس کی وحدانیت کا بھید نہ سمجھنے کے سبب مسیح کی الوہیت اور ابنیت پر کئے ہیں ؎ (برخوردار خان)

**جواب**۔ اس بیان میں ڈاکٹر صاحب نے کئی ایک غلطیاں کی ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ قرآن مجید کا مطلب غلط سمجھا (۲) دوئم یہ کہ اپنے مذہب کے عقیدہ (تثلیث) کی تصویر غلط دکھلائی (۳) سوئم آیت قرآنی کو محض اپنے خیال خام پر چسپاں کرنے

کی کوشش کی۔

کچھ شک نہیں کہ آیت موصوفہ کی تفسیر میں علماء مفسرین کے اقوال حسب اُن کے مذاق کے مختلف ہیں مگر یہ اختلاف راۓ کچھ قرآن کی تفسیروں ہی میں منحصر نہیں ہر ایک کتاب کے مفسروں میں اختلاف ہوتا ہے۔ کیا انجیل توراۃ کے مفسروں میں اختلاف نہیں۔ یہانتک تو ہے کہ انجیل متی کس زبان میں مصنف (متی) نے لکھی تھی جسکا فیصلہ آجتک نہیں ہوا لیکن صحیح تفسیر اس کی یہ ہے کہ آیت قرآنی میں اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت اور عشق کی مثال دی ہے جو عشق الٰہی سے عاشقان الٰہی پر اثر ہوتا ہے چنانچہ تفسیر القران بکلام الرحمٰن میں لکھا ہے

تمثیل لحب اللہ ومحبتہ المصباح فی الزجاجۃ المستورۃ للبیوت یعلوا الظلمات کلھا یغلبۃ نورہ وشفافہ کذٰلک محبۃ اللہ فی قلوب عبادہ تعلوا کل شیٔ یحاذیھا کما یقال العشق نار تحرق ماسوی اللہ لقولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا اشد حبا للّٰہ ؂

یعنے یہ آیت (نور والی) اللہ تعالےٰ کی محبت کی تمثیل ہے جیسے روشن آئینہ میں چراغ جلتا ہوا اپنی صفائی اور روشنی سے تمام قسم کے اندھیروں پر غالب آجاتا ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ کے نیک بندوں کے دلوں میں ہر چیز پر جو اُسکے سامنے آوے غالب آجاتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ عشق ایک ایسی آگ ہے کہ اللہ کے سوا سب کو جلا دیتی ہے (یعنے محب صادق کی نگاہ میں کوئی چیز ٹھیر نہیں سکتی۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ایمانداروں کو اللہ کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے ؂

کہئے یہ معنے اور تفسیر آیت قرآنی اور انجیل کے بھی موافق ہے یا نہیں۔

ہمارے دعوے کا دوسرا حصہ کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مذہب کی تصویر غلط دکھائی اسکا ثبوت یہ ہے کہ آپنے جس عقیدہ اتھاناسیس کا نام لیا ہے اوس کے اصلی الفاظ یہہ ہیں :۔



"جو کوئی نجات چاہتا ہو اُسکو سب باتوں سے پہلے ضرور ہے کہ عقیدہ جامعہ رکھے اس عقیدے کو جو کوئی کامل اور بے داغ نگاہ نہ رکھے وہ بے شک عذاب ابدی میں پڑیگا + اور عقیدۂ جامعہ یہ ہے کہ ہم تثلیث میں واحد خدا کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کریں + نہ اقانیم کو ملائیں نہ ماہیت کو تقسیم کریں۔ کیونکہ باپ ایک اقنوم بیٹا ایک اور روح القدس ایک اقنوم ہے + مگر باپ بیٹے اور روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے۔ جلال برابر عظمت ازلی یکساں جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا اور ویسا ہی روح قدس ہے + باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق اور روح قدس غیر مخلوق + باپ غیر محدود۔ بیٹا غیر محدود اور روح قدس غیر محدود + باپ ازلی بیٹا ازلی اور روح قدس ازلی تاہم تین ازلی نہیں بلکہ ایک ازلی + اسیطرح تین غیر محدود نہیں اور نہ تین غیر مخلوق بلکہ ایک غیر مخلوق اور ایک غیر محدود ویونہیں باپ قادر مطلق بیٹا قادر مطلق اور روحِ قدس قادرِ مطلق + تو بھی تین قادر مطلق نہیں بلکہ ایک قادر مطلق ہے۔ ویسا ہی باپ خدا بیٹا خدا اور روح قدس خدا۔ تِسپر بھی تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا + اسیطرح باپ خداوند بیٹا خداوند اور روح قدس خداوند + تو بھی تین خداوند نہیں بلکہ ایک خداوند۔ کیونکہ جس طرح مسیحی عقیدہ سے ہم پر فرض ہے کہ ہر ایک اقنوم کو جداگانہ خدا اور خداوند مانیں۔ اسیطرح دین جامع سے ہمیں یہ کہنا منع ہے کہ تین خدا یا تین خداوند ہیں + باپ کسی سے مصنوع نہیں نہ مخلوق نہ مولود + بیٹا اکیلے باپ سے ہے مصنوع نہیں نہ مخلوق پر مولود ہے + روح قدس باپ اور بیٹے سے ہے۔ نہ مصنوع نہ مخلوق نہ مولود پر نکلتا ہے پس ایک باپ ہے نہ تین باپ ایک بیٹا ہے نہ تین بیٹے۔ ایک روح قدس ہے نہ تین روح قدس + اور اس تثلیث میں ایک دوسرے سے پہلے یا پیچھے نہیں۔ ایک دوسرے سے بڑا یا چھوٹا نہیں۔ بلکہ بالکل تینوں اقانیم باہم ازل سے برابر یکساں ہیں + اس لئے سب باتوں میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا تثلیث میں توحید کی اور توحید میں

تثلیث کی پرستش کرنی چاہئے۔ پس جو کوئی نجات چاہتا ہے اسے ضرور ہے کہ تثلیث کی بابت ایسا ہی سمجھے + علاوہ اس کے نجات ابدی کیلئے ضرور ہے کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے مجسم ہونے پر بھی ایمان صحیح رکھے + کیونکہ ایمان صحیح یہ ہے کہ ہم اعتقاد اور اقرار کریں کہ خدا کا بیٹا ہمارا خداوند یسوع مسیح خدا اور انسان بھی ہے + خدا ہی باپ کی ماہیت سے عالموں کے پیشتر مولود اور انسان ہے اپنی ماں کی ماہیت سے عالم میں پیدا ہوا + کامل خدا اور کامل انسان نفس ناطقہ اور انسانی جسم کے ساتھ + الوہیّت کی راہ سے باپ کے برابر۔ اور انسانیت کی راہ سے باپ سے کمتر۔ وہ اگرچہ خدا اور آدمی بھی ہے پر دو نہیں بلکہ ایک مسیح ہے۔ ایک ہی اس طور پر نہیں کہ الوہیّت کو جسم سے بدل ڈالا بلکہ انسانیت کو خدا میں لیا سب طرح سے ایک ہی ماہیت کے ملانے سے نہیں بلکہ اقنوم کی یکتائی سے۔ کیونکہ جس طرح **نفس ناطقہ اور جسم ایک انسان ہے اسی طرح خدا اور انسان ایک مسیح ہے** جس نے ہماری نجات کے واسطے دکھ اٹھایا عالم ارواح میں جا اترا تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا۔

(دعاء عمیم صفحہ ۲۴-۲۵)

عقیدہ مذکورہ میں تصریح سے تین عدد الگ الگ تبلا کر پھر ان کو ایک کرنے کی ناکام کوشش کیگئی ہے۔ اوس کوشش سے بھی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ باپ مولود نہیں پر بیٹا مولود ہے۔ اور روح القدس دونوں سے نکلتا ہے۔ حالانکہ چمنی کا نور چمنی کی اندر والی سطح سے ملنے والا اور موٹائی کے اندر والا اور باہر والا ایک ہی ہے اس میں کسی قسم کا تعدد نہیں۔ چمنی کا شیشہ جسم شفاف ہونے کی وجہ سے نور کو مانع نہیں۔ نور شمع ایک ہی بسیط چیز ہے اس کو تین کہنا بعینہ اندہوں کا قصہ یاد دلاتا ہے جنہوں نے ایک ہاتھی کو دیکھا تھا کسی نے تو اوس کی پچھلی ٹانگیں دیکھیں کسی نے اگلی۔ کسی نے سونڈھ کو چھوا غرض کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ جب بیان کا موقع آیا تو سب نے اوس کا حال اپنے اپنے مشاہدہ سے بیان کیا۔ جو بالکل ٹھیک تھا جس طرح اندہوں نے ہاتھی کا حلیہ





محض ایک وہمی خیال پر متعدد بتلایا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے نور شمع کو متعدد بنایا حالانکہ وہ ایک ہی نور ہے جس کو جسم شفاف (آئینہ چمنی) اندر سے باہر اور باہر سے اندر نفوذ کرنے کو مانع نہیں۔

تیسرا دعویٰ ہمارا کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال محض خیال خام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے لٹریری علماء عقلمندوں کا اصول ہے کہ کسی کلام کے معنے متکلم کے خلاف منشا نہ ہونے چاہئے مگر ایک ڈاکٹر صاحب ہیں کہ اس متفقہ اصول کے خلاف کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت کے وہ معنے کرتے ہیں اور اوس عقیدہ پر اوس کو چسپان کرتے ہیں جسکا قرآن مجید ہمیشہ رد کرتا رہا۔ غور سے سنئے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (بے ایمان ہیں جو تثلیث کے قائل ہیں) تبلائیے ایسی تصریح کے ہوتے ہوئے اسی قرآن کی کسی آیت کو تثلیث پر چسپان کرنا یا اوس سے تثلیث کا ثبوت دینا خام خیالی نہیں تو کیا ہے اسی کو کہتے ہیں ؎ من چہ گویم تنبورہ من چہ گوید۔

رہا **مسئلہ تثلیث** سو ہمارے خیال میں وہ اجلی بدیہات سے ہے اس لئے اوسکی تردید کی بھی غالباً حاجت نہیں۔ مسٹر اکبر مسیح نے بھی اوس کی تردید میں ناحق زحمت اٹھائی کیا ہی صاف

باپ خدا۔ بیٹا خدا۔ روح القدس خدا۔ تاہم تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا کہکر پھر جانا اسی کا نام ہے جسکی شکایت کیگئی ہے ؎

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

اصل مضمون تو ڈاکٹر صاحب کا اتنا ہی تھا اس سے آگے جو سوال و جواب ہیں چونکہ اکثر اون میں کے اسی چمنی کی روشنی میں نمایاں تھے اس لئے چمنی مذکور کے پھٹنے سے سب رفو چکر ہو گئے +۔

**تقابل ثلاثہ**۔ توریت۔ انجیل اور قرآن کا مقابلہ۔ قرآن شریف کی فضیلت ثابت کیگئی ہے۔ عیسائیوں کی بحث کا انقطاعی فیصلہ۔ قیمت ۳ محصول ڈاک ۱ منیجر

# گذشتہ اور موجودہ اسلام

(مرقومہ فرید وجدی مصری علیگڈھ)

وقت آگیا ہے کہ ہر غیرت مند مسلمان اپنی قوم کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کرے جو شکوک و شبہات اور بدعتوں میں مبتلا ہے اور مذہب و عقل اور جذبات اور خیالات کے لحاظ سے بھنور میں چکر کھا رہی ہے۔ اور اس کو سخت ضرورت اسباب کی ہے کہ روشن خیال مسلمان اوسکی ہدایت کے لئے کمربستہ ہوں۔ اس وقت ہر عالی دماغ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے خیالات اصلاح کو بغیر خوف ملامت کے ظاہر کرے اور یہ بات قطعاً حرام ہے کہ ہدایت اور اصلاح کی باتیں عام لوگوں کی خوشامد یا خوف سے پوشیدہ رکھی جائیں اگر کوئی مصلح اپنے خیالات کو اب بھی پوشیدہ رکھتا ہے جبکہ اُن کے چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے تو یہ اوسکی اخلاقی نامردی ہے۔ بیماری کا صاف اقرار کرنا چاہئے اگر وہ چھپائی جائیگی تو خطرہ بڑھتا جائیگا یہانتک کہ وہ بیماری مہلک ہو جائیگی اور علاج کا وقت نہیں رہیگا اصلاح پسند اور روشن خیال لوگ کیونکر گوارا کریں گے کہ وہ اپنے عمدہ خیالات کو دل میں چھپا کر رکھیں۔ جبکہ قوم کے ہر گروہ میں جمود اور افسردگی عالمگیر ہے۔ موجودہ علماء کی حالت یہ ہے کہ وہ گذشتہ علماء کے مشکل اقوال حل کرنے اور اون کے کلام کی رموز دریافت کرنے میں رات دن مغز کھپاتے ہیں اور اس بات سے عاجز ہیں کہ اسلام پر کسی شبہ کا جواب دے سکیں۔ یا کسی الزام کو رد کر سکیں۔ یا غیر مذہب والوں کے روبرو اپنی حجت قائم کر سکیں۔

عام لوگ علماء کے اس عجز سے خبردار ہو گئے ہیں۔ اور اسی بنا پر وہ اُن کو بے پروائی بلکہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ علماء کی سرپرستی عوام پر باقی نہیں رہی ہے اور اون کے لئے روک ٹوک کرنے والا اب کوئی شخص نہیں ہے وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اور جو جی میں آتا ہے کہتے ہیں۔ سب سے بڑا خطرہ یہہ پیدا ہو گیا ہے کہ عام لوگوں کی نظر میں مذہب اسلام کی کوئی وقعت نہیں رہی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو آئندہ نسل کے



لوگ ہدایت کرنے والوں کے روبرو ملحدوں سے بھی زیادہ سرکشی کا اظہار کریں گے۔ جیسا کہ آج کل یورپ میں دیکھا جاتا ہے۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اس وقت یہ حالت ہے کہ وہ علماء کو ایسی باتوں پر اصرار کرتے دیکھتے ہیں جو عقل میں نہیں آسکتیں۔ اس لئے اُن کے مختلف گروہ ہو گئے ہیں۔ اور ہر گروہ ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ بعض تو ملحد ہیں۔ جو نہ حیات کے قائل ہیں نہ عذاب و ثواب کے بعض ان باتوں کے تو قائل ہیں۔ مگر اون کے معنی کچھ اور لیتے ہیں۔ بعض اس حالت میں ہیں کہ ہزاروں مختلف شبہات نے اُن کے دلوں کو گھیر لیا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ اون کے کن پہلوؤں کو اختیار کریں۔ مشترک اور عام حالت یہی ہے کہ نجات سے سب مایوس ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ وہ ان مشکلات کو کیونکر حل کریں اور اس خطرے سے کسطرح رہائی پائیں۔

اس حالت میں مصلحوں کا خاموش رہنا اور اُن روشن خیال عالموں کا اپنی صدا بلند نہ کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ جو حق کو پہچانتے ہیں مگر اوسکو اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔ خدا کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں ہے کہ عالی خیال اور روشن ضمیر لوگ اصلاح قوم کے خیالات کو کسی گروہ کی رعایت سے یا عام لوگوں کے ڈر سے چھپائیں۔ مسلمانوں میں خدا کے فضل سے اس وقت ایسے آدمی موجود ہیں جو حق کو واجبی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آجکل کے مسلمان اس خالص اسلام پر قائم نہیں ہیں۔ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا اور اونکا موجودہ مذہب صرف ظاہری شکل میں اسلام سے مشابہ ہے مگر باطن میں وہ دنیا کی دیگر قوموں کے خیالات و اوہام کا مجموعہ ہے تاہم وہ اس حقیقت کو لوگوں کی خوشامد یا خوف سے ظاہر نہیں کرتے۔

ہماری حالت بھی ایسی ہی تھی۔ ہم بھی اپنے دلی خیالات کو پوشیدہ رکھتے تھے اور اپنے ہم خیال لوگوں کے سوا اور کسی پر اون کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اون کے پوشیدہ رکھنے میں بیماری شدید ہوتی جاتی ہے اور خطرہ بڑھتا جاتا ہے آخر جب یہ حالت آپہونچی ہے کہ ملحد لوگ اپنے شبہات کا اعلان کر رہے ہیں اور جن لوگوں کو علماء سے شکایت ہے وہ اپنی شکایتوں کو برملا بیان کرتے ہیں تو ہم کب تک اپنے اندرونی خیالات کو پوشیدہ رکھیں

مجبوراً ہمنے ارادہ کیا ہے کہ گذشتہ اور موجودہ اسلام پر اپنے خیالات کا اظہار ایک مسلسل مضمون کی شکل میں کریں۔ اگر ہماری اس کوشش سے کچھ لوگ راہ راست پر آگئے۔ تو یہی ہماری محنت کا صلہ ہے۔

جب مذہب اسلام نے دنیا میں طلوع کیا تو اوس وقت بہت سے مذہب موجود تھے۔ اور بہت سی کتابیں تہیں۔ جو آسمانی کتابیں کہلاتی تھیں۔ اور انکی ہزاروں شرحیں پائی جاتی تھیں۔ دنیا کی قومیں اون مذہبوں کا جوا اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے تہیں۔ مذہب اسلام کے ظہور کے وقت مشرق اور مغرب میں تمام قوموں کی یہی غلامی کی حالت تھی کہ یکایک عرب سے آفتاب رسالت چمکا۔ اوس وقت دنیا کے لوگوں کو ایک ایسے مذہب کی نورانی شکل دکھائی دی جس کے اصول نہایت واضح اور سادہ تھے اور جس کے مسائل نہایت مضبوط اور مدلل تھے۔ دنیا نے قدیم مذہبوں کی طرف نظر اوٹھا کر دیکھا تو اونکی عمارتیں بہت بلند اور شاندار پائیں۔ مگر یقین اور روحانیت کی جھلک اون میں کہیں دکھائی نہ دی۔ یہی سبب تھا کہ ان مذہبوں کے ماننے والے جذبات نفسانی میں مبتلا ہو گئے اور طرح طرح کی خونریزیاں اور بدکاریاں اون سے ظہور میں آئیں۔ اسلام کی شکل بالکل سادہ اور فطرت کے مطابق تھی اوس میں تصنع اور تکلف نام کو نہیں تھا۔ اس سبب سے دنیا کے لوگوں نے نہایت خوشی سے اس مذہب کا خیر مقدم کیا اور جوق جوق اس میں داخل ہو گئے۔ ایک صدی سے بھی کم مدت میں اوس کے ماننے والوں کی تعداد دس کروڑ کے قریب ہو گئی۔ اسلام برابر بڑھتا رہا اور مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھتی رہی مگر کچھ صدیوں کے بعد مسلمان صراط مستقیم سے ہٹ گئے اور وہ اُس جمود اور تنزل میں مبتلا ہو گئے جس میں وہ آجکل مبتلا ہیں۔ اس کے بعد یورپ کے علوم جدیدہ کا دور شروع ہوا۔ جنہوں نے لوگوں کو ہر بات پر بجائے خود غور کرنے اور معقول باتوں کو ماننے کی تعلیم دی۔ علم کی روشنی سے لوگوں کی عقلیں منور ہو گئیں۔ جب اس حالت میں اُنہوں نے اپنے مذہبوں کی طرف نظر دوڑائی تو اُن کو معلوم ہوا کہ وہ قدیم لوگوں کے خیالات و معلومات کا مجموعہ ہیں جن کو جہالت اور اوہام نے مقدس بنا دیا ہے۔ اور وہ مجموعہ کلام الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اون کے دل اپنے مذہبوں سے متنفر ہو گئے اور اُنہوں نے مذہبی کتابوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اب



یہہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان کی زندگی کے تین دور ہیں۔ پہلا دور مذہب کا ہے جس میں انسان ہر بات کو اندھے پن سے مانتا اور یقین کرتا تھا۔ دوسرا دور مسیح سے ایک ہزار سال پہلے شروع ہوا۔ جو فلسفہ کا دور کہلاتا ہے۔ اس دور میں بیشمار شکوک و شبہات پیدا ہوئے جنکو انسان نے زبان زوری سے حل کرنا چاہا۔ تیسرا دور یورپ کی علمی ترقی کا ہے جس کو ابتداء شروع ہوئے چار سو برس گذرے ہیں۔ اس زمانہ میں عام صدا یہ ہے کہ مذہب کا زمانہ گذر چکا۔ اس کی تعلیم اب انسان کیلئے مطلق کارآمد نہیں ہے جو لوگ آجکل بھی مذہب پر مٹے ہوئے ہیں وہ عقل اخلاق اور ہمت کے لحاظ سے نہایت پستی کی حالت میں ہیں۔ خواہ وہ مشرق کے باشندے ہوں یا مغرب کے۔ اہل مذہب کی موجودہ پستی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ آجکل کے لوگ اپنے زمانے کے طریقے پر قائم نہیں ہیں اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ہر زمانے کا طریقہ جدا ہوتا ہے۔ یورپ کے علوم نے لوگوں کے دلوں میں ایسے خیالات مرکوز کر دیئے ہیں جنکی بنیاد احساس اور عقل پر ہے۔ اسی سبب سے جو شخص یورپ کے علوم سے فیض اُٹھاتا ہے مذہب کی طرف سے عام طور پر بے پرواہ ہو جاتا ہے اگر اوسکی عادت پہلے نماز روزہ کی تھی۔ تو اب وہ اس عادت کو بے تکلف ترک کر دیتا ہے۔ شاذونادر ہی ایسے تعلیم یافتہ نظر آئیں گے جو جدید تعلیم کے ساتھ اپنے مذہب پر بھی قائم ہوں یہہ حالت دن بدن ترقی پذیر ہے۔ دین کے حامیوں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے اونکی آواز پست ہو گئی ہے۔ اُن کے مخالفوں کی تعداد بڑھ گئی ہے اگر آئندہ بھی یہی حال رہا تو ایک دن ایسا ضرور آئیگا کہ مذہب کی آواز کہیں سنی نہیں جائیگی اور مذہب کا ایک حامی بھی نظر نہیں آئیگا۔

یورپ کے اہل علم کہتے ہیں کہ اگر اہل مذہب تنزل سے بچنا چاہتے ہیں تو اونکو لازم ہے کہ وہ اپنے خبط کو ترک کر دیں اور علوم جدیدہ کے ہتھیاروں سے اپنے تئیں مسلح کریں۔ ورنہ اس زمانہ میں ان کو اپنی ہستی کا قائم رکھنا مشکل ہے۔ اس قول کا لوگوں میں عام طور پر چرچا ہے اور اہل مذہب پر طعنہ زنی کیجاتی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر مسلمان تنزل سے بچنا چاہتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ وہ موجودہ مذہب کو ترک کر دیں۔ جو نام کو تو اسلام ہے مگر حقیقت میں اسلام سے اس کو کوئی واسطہ نہیں ہے اور اون کو اس خالص اسلام کی طرف

رجوع کرنا چاہیئے۔ جو سرور کائنات (علیہ الصلوٰۃ والطیبات) کے زمانہ مبارک میں تھا ورنہ یہ نتیجہ ضرور ہونے والا ہے کہ جس طرح یورپ کے مذہبوں کا کوئی اثر اہل یورپ کے دلوں پر نہیں رہا۔ اسی طرح موجودہ مذہب اسلام کا کوئی اثر مسلمانوں کے دلوں پر نہیں رہیگا +

اصلی اور خالص اسلام کے معلوم کرنے کے لئے مفصلہ ذیل امور پر ہمارے ناظرین کو غور کرنا چاہئے:

(۱) خالص اسلام یہ ہے کہ انسان خدا پر ایمان لائے اور قول و فعل کے لحاظ سے نیکی پسند ہو۔ قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ اسی اصول کی تشریح ہے۔

(۲) اسلام نے جسکی بنیاد ایمان اور بھلائی پر ہے۔ انسان کی حالت کو ترقی دینے کے لئے یہ گر بتایا ہے کہ وہ کائنات پر غور کرے اور قدرت کے اسرار کا سراغ لگائے اور اُن دائمی طریقوں کو معلوم کرے جن پر اسی کائنات کا انتظام مبنی ہے۔ قرآن مجید کی تین چوتھائی آئتیں اس ہدایت سے بھری ہوئی ہیں۔ اس لحاظ سے انسانی ترقی کا مدار بموجب مذہب اسلام کے کسی خیالی بات پر نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد عملی اور قدرتی قاعدے پر ہے۔ اس قاعدی سے انحراف کرنا اور فلسفہ۔ علم کلام اور جدلیات میں اپنے تئیں مبتلا کرنا درحقیقت خالص مذہب اسلام سے انحراف کرنا ہے۔ دنیا کی مختلف قوموں نے اپنی اپنی محدود عقلوں پر بھروسا کیا ہے اس لئے اون میں ہزاروں مذہبی اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اگر سب اس سنت الٰہی پر چلتے اور اس قاعدہ کی پابندی کرتے تو ان میں کبھی اختلاف نہوتا۔ چنانچہ جو لوگ طبیعیات کے ماہر ہیں اور قدرت کے اسرار کو حل کرنے میں مشغول ہیں۔ ان کے علمی نتائج میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ طبیعیات کے تمام علماء مشرق اور مغرب میں ایک ایک خیال پر متفق ہوں مگر دینیات کے علماء کسی ایک خیال پر بھی متفق نہوں بلکہ ان کے درمیان شدید اختلاف اور مخالفت ہو حالانکہ ان کو نصیحت کیگئی ہے کہ وہ متحد ہوں اور اپنے درمیان تفرقہ پیدا نہ ہونے دیں۔

کیا یہ اس امر کا نتیجہ نہیں ہے کہ اُنہوں نے مذہب کے باب میں صرف اپنے خیال یا اپنی رائے یا اور لوگوں کے خیالوں اور رایوں پر بھروسا کیا ہے۔ مذہب اسلام دنیا میں اسی غرض سے



آیا تھا کہ مختلف قوموں کے اختلافات کو محو کرے اور اُن کو اس اصول پر لائے کہ وہ خدا کے حکم پر راضی ہوں۔ پھر خدا کا حکم یہ بتایا کہ کائنات پر غور کرو اور قوانین قدرت کا سراغ لگاؤ۔

(۳) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور تابعی تقریباً ایک صدی تک اسی خالص اسلام کے پیرو تھے جس کی بنیاد محض رائے اور قیاس پر نہیں بلکہ ذاتی تحقیقات اور غور تامل پر ہے۔ اس کے بعد رائے کا زمانہ آیا۔ اس زمانہ میں یونانی زبان سے منطق کی کتابوں کا بھی ترجمہ کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے کائنات پر غور کرنے کے منطقی دلائل مذہب اسلام کی حمایت کی بنا ٹھہرائے گئے۔ ایک طرف تو قرآن مجید بلند آواز سے پکارتا تھا کہ اے مسلمانو زمین و آسمان کے اسرار کا مطالعہ کرو اور دنیا میں چل پھر کر دیکھو کہ مختلف قوموں کا کیا انجام ہوا دوسری طرف علماء اسلام اس گفتگو میں مشغول تھے کہ یہ قیاس فاسد ہے اور اس دلیل میں مغالطہ ہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ جو لوگ مذہب اسلام کی نسبت کامل واقفیت حاصل کرنی چاہتے تھے۔ اُن کو گھر میں بیٹھکر کتابوں کے انبار کو ٹٹولنا پڑتا تھا۔ اور اُنکی ساری عمر مصنفین کے اقوال کے معنی سمجھنے اور اُن کے کلام کے رموز کو حل کرنے اور اپنے استادوں اور دیگر علماء کے اقوال کو باہم مطابق کرنے میں بسر ہو جاتی تھی اور وہ اس اصول سے بے پروا اور غافل رہتے تھے جس کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ یعنی کائنات کا مطالعہ کرنا اور اسرار قدرت کا سراغ لگانا +

(۴) جب مسلمانوں کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ صحیفہ فطرت کے مطالعہ کو چھوڑ بیٹھے جس میں نہ کوئی اختلاف ہے اور نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور منطق اور فلسفہ کی کتابوں پر جھک پڑے تو اصول اور فروع میں ہزاروں اختلاف پیدا ہو گئے۔ کیونکہ لوگوں کی عقلیں محدود اور مختلف درجے کی ہیں اور جب تک وہ کسی ایک مستحکم طریقے پر نہ چلیں انکا اختلاف دور نہیں ہو سکتا اہل سنت نے اور اصول اختیار کئے اور معتزلہ نے اور۔ دونوں گروہوں نے جوش و خروش کے ساتھ اپنے اپنے اصول کی حمایت میں دلائل تراشنے شروع کر دیئے۔ خدا کی ذات و صفات اور وحی و نبوت وغیرہ مسائل میں جن پر غور کرنے کی ممانعت کیگئی ہے ہزاروں دفتر سیاہ کئے گئے اور ہزاروں شرحیں اور تاویلیں ان مسائل کے متعلق پیدا ہوگئیں